قطبِ مدینہ
مزارات کو چومنا
بغداد شریف
بریلی شریف
مارہرہ شریف
دیوا شریف
حضرت بندہ نواز
ناگور شریف
رئیس التحریر مناظرِ اہلسنت شیخ الحدیث
سرمایہ اہلسنت حضرت علامہ مولانا مفتی حافظ
محمد فیض احمد اویسی مدظلہ العالی بہاولپور
قطبِ مدینہ پبلشرز کھارادر کراچی
0320 4027536
www.true teaching com.
urdu service
Data Printer: 2626300
www.nafseislam.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(پیشِ لفظ)

الحمدللہ وحدہ والصلوۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ!
اسلام میں برگزیدہ شخصیات واشیاء کی تعظیم وتکریم عین اسلام ہے
قرآن میں ہے "من یعظم شائر اللہ فانہا م من تقوی القلوب
"ان معظمات کا چومنا بھی ان کی تعظیم میں مثال ہے، مثلاً جو حجر اسود و قرآن
مجید کو چومنا یہاں تک کہ ان معظمات سے بھی جو شے منسوب ہو اس کا چومنا
بھی اصل کے چومنے کے مترادف ہے مثلاً نقشہ نعل پاک رسول علیہ ﷺ کی
نعل اقدس کی شبیہ و مثال ہے لیکن زمانہ قدیم سے جلیل القدر علماء و فقہا
محدثین اس کے نقشے کا غذوں پر بناتے کتابوں میں تحریر فرماتے آئے اور انہیں
بوسہ دینے آنکھوں سے لگانے سر پر رکھنے کا حکم فرماتے رہے اور دفع امراض
و حصول اغراض میں اس سے توسل فرمایا کئے اور بفضل الٰہی عظیم و جلیل برکات
و آثار اس سے پایا کئے علامہ ابوالیمن ابن عساکر و شیخ ابو اسحٰق ابراہیم بن محمد بن
خلف سلمی وغیرہما علماء نے اس باب میں مستقل کتابیں تصنیف کیں، اور علامہ
احمد مقری کی فتح المتعال فی مدح خیر النعال میں اس مسئلہ میں اجمع وانفع تصانیف
سے ہے، محدث علامہ ابوالربیع سلیمان بن سالم کلاعی
وقاضی شمس الدین ضیف اللہ رشیدی و شیخ فتح
اللہ بیلونی حلبی معاصر علامہ مقری وسید محمد
موسی حسینی مالکی معاصر علامہ ممدوح و شیخ
محمد بن فرج سبتی وشیخ محمد بن رشید فہری سبتی

و علامه احمد بن محمد تلمسانی موصوف و علامه ابوالیمن ابن عساکر و علامه ابوالحکم مالک بن عبدالرحمن بن علی مغربی وامام ابوبکر احمد ابن امام ابو محمد عبداللہ بن حسین انصاری قرطبی و غیرہم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے نقشہ نعل مقدس کی مدح میں قصائد عالیہ تصنیف فرمائے ان سب میں اسے بوسہ دینے سر پر رکھنے کا حکم واستحسان مذکور اور یہی مواہب الدنیہ امام علامہ احمد قسطلانی و شرح مواہب علامہ زرقانی وغیرہما کتب جلیلہ میں مسطور ہیں، علماء فرماتے ہیں، جس کے پاس یہ نقشہ متبرکہ ہو ظلم ظالمین وشر شیاطین و چشم زخم حاسدین سے محفوظ رہے۔ ان کے علاوہ بکثرت فوائد فقیر نے "الشفاء فی تبرکات الاحیاء" میں درج کیے ہیں، لیکن چونکہ نجدی وہابی دیوبندی مذہب میں تعظیم بھی شرک کے زمرے میں ہے اسی لیے وہ اکثر ان مسائل کو جنہیں تعظیم انبیاء واولیاء سے تعلق ہے شرک کے کھاتے میں ڈالتے ہیں منجملہ ان کے مزارات کا چومنا بھی ہے، فقیر نے اس رسالہ میں دلائل سے ثابت کیا ہے کہ مزارات چومنا شرک نہیں مباح ہے، اگر کوئی چومتا ہے تو حرج نہیں اگر کوئی نہیں چومتا تو قابل مذمت نہیں۔

وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم وصلی اللہ علی حبیب الکریم

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابوالصالح

محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

۱۷ شوال المکرم ۱۴۲۰ھ بہاولپور پاکستان،

تمہید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

امابعد! اہل اسلام کے ہاں زیارۃ القبور مستحسن فعل صدیوں سے چلا آرہا ہے، اور زیارۃ القبور کے متعلق احادیث مبارکہ ہیں حکم صراحۃً ہے، اولیاء اللہ کے مزارات کا چومنا بھی مسلم ہے، بعض لوگ مزارات اور انکے متعلقات کو چومتے ہیں، اس میں فقہاء کا اختلاف ہے، لیکن اسے شرک اور حرام کہنا یہ نجدی تحریک کے بعد وباء پھیلی ہے، فقیر چند دلائل اس کی شروعیت کے قائم کرتا ہے تاکہ یہ مسئلہ حرام اور شرک کی زد میں نہ رہے۔

اصولی طور پر جو حکم ہے وہ رسالہ ھذا کے آخر میں عرض کردوں گا۔ (انشاء اللہ عزوجل)

وماتوفیقی اللہ باللہ العلی العظیم وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ الکریم

۲۳ جنوری ۹۲ ۱۳۸ھ

محمد فیض احمد اویسی

مقدمہ

ا۔انبیاء واولیاء عظام کے مزارات شعائر اللہ ہیں۔

(۲) شعائر اللہ کی تعظیم و تکریم و تقبیل بعض مواقع پر واجب کہیں سنت اور کہیں مباح کہیں مستحب اور تقبیل المزارات مباح ہے۔

۳۔ تقبیل المزارات مستحب ہے۔یا مباح ہے فرض یا واجب یا سنت نہیں۔ (۴) تعظیم و تکریم کا حکم مطلقاً قرآن وحدیث اور فقہ سے ہے جس طرح ہو۔ (۵) تقبیل سجدہ نہیں سجدہ کے شرائط میں کوئی ایک آدھ نشانی بھی اس میں نہیں اگر ہیئت سجدہ ہے تو وہ شرعی سجدہ نہیں ہوتا۔(۶) تقبیل کو سجدہ پر محمول کر کے مسلمانوں پر یہ بدگمانی ناجائز ہے۔ ۷۔ماں باپ کی قبور کو بوسہ سجدہ نہیں اور وہ جائز ہے۔ تو یہ بھی جائز ہے۔(۸) سجدہ میں سات اعضاء کا زمین پر لگنا ضروری ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔

اُمِرْتُ اَنْ اَسْجُدَ علٰی سبعۃ اعضاء (الحدیث)

میں سات اعضاء پر سجدہ کرنے پر مامور ہوں وہ سات اعضاء یہ ہیں۔ پیشانی زمین پر ہو سجدہ نہ ہوگا مثلاً پیشانی زمین کو مس نہ کرے یا پاؤں زمین پر نہ ہوں بلکہ پاؤں کی انگلیاں زمین پر نہ ہوں تو بھی سجدہ نہ ہوگا لیکن افسوس ہے کہ وہابی دیوبندی اسی پر زیادہ زور لگاتے ہیں کہ مزارات کو سجدے ہورہے ہیں، حالانکہ سجدہ کوئی بھی نہیں کرتا، عوام میں اگر عا۔ ت ہے تو بوسہ دیتے ہیں یہ محض بدگمانی کی بناء پر ہے کہ سجدہ کا بہتان تراش کر تقبیل مزارات کو سجدہ کرکے تعبیر کر کے اہلسنت کو مشرک گردانا جاتا ہے فقیر ان

کی اس گندی عادت کہ مزارات کا سجدہ نہیں بوسہ ہے اور وہ مباح ہے ورنہ
ہمارے بھی یہی کہتے ہیں کہ بوسہ وغیرہ کے بجائے ادب کو ملحوظ رکھ کر دور اگر
نسبت صاحبِ مزار کا تصور کر کے بوسہ دے دیا جائے تو وہ مباح ہے حرام اور
شرک نہیں اس کی تفصیل آئندہ اوراق میں ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما

داود بن ابی صالح رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن مروان
حضور ﷺ کے روضہ انور پر حاضر ہوا۔

فَوَجَدَ رَجُلاً وَاضِعاً وَجْهَه عَلَى الْقَبْرِ فَاَخَذَ بِرَقبَتهِ وَقَالَ
اَتَدْرِیْ مَاتَصنَعُ ؟
قَالَ نَعَم! فَاَقْبَلَ عَلَیْهِ فَاذِا هُوَابُواَبُوبُ الانْصَارِی رَضِی
اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْهُ
فَقَالَ جِئْتُ رَسول اللّٰهِ صلی اللّٰه علیه وسلم وَلَمْ اٰتِ
الحَجَرَسَمِعْتُ رَسُوْل اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم يَقُوْلُ
لَاتَبكُوا عَلَى الّذِينِ اِذَا وَلِيَه اَهْلُه وَلٰكِنْ اِبكُو عَلَيهِ
اِذَاوَلِيَه غَيْرُاَهْلِه

ترجمہ: تو اس نے ایک شخص کو قبر انور پر منہ رکھے ہوئے دیکھا تو اس کی گردن
پر ہاتھ رکھ کر کہا جانتے ہو کیا کر رہے ہو؟
وہ "ہاں جانتا ہوں" کہہ کر اس کی طرف متوجہ ہوئے تو وہ حضرتِ
ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے! فرمایا میں رسول اللہ ﷺ کی خدمتِ

اقدس میں حاضر ہوا ہوں کسی پتھر کے پاس نہیں آیا، اور میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ دین پر اس وقت نہ روؤ جب کہ اس کا والی اہل ہو۔
لیکن اس وقت ضرور روؤ جب کہ اس کا والی نااہل ہو۔
(وفاء الوفاء ص و خلاصہ الوفاء وقال حذا حدیث صحیح الاسناد و مسند احمد ص ۴۲۲ ج ۵)

سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ

وفاء الوفاء صفحہ ۱۳۵۶ ج ۴ میں ہے کہ

لما رحل عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ من فتح بیت المقدس فصار الی جابیہ سال بلال ان یقرہ باشام ففعل ثم ان بلا لاری فی منامہ للبنی صلی اللہ علیہ وسلم وھو یقول ما ھذہ الجفوۃ یا بلال لما آن لک ان تزورنی یا بلال فانتبہ حرمیناً وجلال خائفاً فراکب رلحتلہ وقصدا المدینتہ فاتی قبرالنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فجعل یبکی عندہ ویمرغ وجہہ علیہ (رواہ ابن عساکر بسند جید عن ابی الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

ترجمہ: جب حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیت المقدس فتح کر کے جابیہ (نامی مقام) کی طرف روانہ ہوئے تو حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شام (ملک) میں اقامت کی اجازت چاہی آپ نے اجازت دے دی، ایک عرصہ بعد حضرت بلال نے حضور سرور عالم ﷺ کو خواب میں دیکھا آپ نے

فرمایا اے بلال یہ کیا زیادتی ہے کیا وقت نہیں آیا کہ تو ہماری ملاقات کے لیے حاضری دے، حضرت بلال گھبرا اٹھے اور بہت ڈرے اور خوفزدہ ہوئے اس کے بعد سوار ہو کر مدینہ طیبہ حاضر ہو کر رسول اکرم ﷺ کی قبر انور پر آئے پھر روتے بھی جاتے تھے اور قبر انور پر چہرہ بھی ملتے تھے۔

اقوال الفقہاء

ا۔ مرقات شرح مشکوۃ میں ہے۔

قال بعض العلماء لاباس بتقبیل قبر الوالدین "بعض علماء نے فرمایا کہ والدین کی قبروں کو بوسہ دینا جائز ہے۔

(۲) طوالع الانوار کے حاشیہ میں ہے۔

وتقبیل بغیر اسلحف کقبور الانبیاء ومن یتبرک بہم فللعلماء فیہ کلام کرھتہ بعضم واستحسنہ بعضم حتی ان اث فی اماجہ مطلقاً مصحف کے علاوہ دوسری چیزوں کو جیسے انبیاء علیہم السلام کے مزارات کو چومنا میں علماء کو اختلاف ہے بعض نے مکروہ کہا بعض نے مستحسن یہاں تک کہ امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ نے مطلقاً مباح بتایا ہے۔

علمائے اربعہ کا فتوی عدم کراہت پر ہے۔ (فتاوی نظامیہ ص ۱۸۶ ج ۴)

۴۔ عمدۃ القاری شرح بخاری ص ۶۰۷ میں ہے۔

دلما تقبیل الاماکن الشریفتہ علی قصدالتبرک مبارک جگہوں کا بوسہ اچھا ہے،

۵۔ امام احمد سے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے مزار اور دیگر مزارات کے چومنے

کاسوال ہوا تو فرمایا اس کوئی حرج نہیں، خلاصہ الوفا ہو محبوب مدینہ ص ۴۶)

۶۔امام عینی نے ایک بزرگ کو لکھا،

واذرای قبور الصالحین قبلها

جب بزرگ کے مزارات دیکھے تو انہیں چومے۔

(فائدہ)

امام عینی رحمتہ اللہ تعالیٰ کے مزید حوالہ جات آئندہ اوراق میں ملاحظہ فرمائیں۔

امام سمہودی قدس سرہ کا فیصلہ

امام سمہودی خلاصۃ الوفاء میں لکھتے ہیں کہ لاشک ان الاستغراق والقصدبه التعظیم والناس تحتلف مراتبهم کما فی الحیاء فمنهم من لا یملک نفسه بل بیادرالیه ومنهم من فیه اناة فیتاخر۔(محبوب مدینہ ص ۲۶۴)

ترجمہ :استغراق فی المحبۃ کے لیے اجازت پر محمول ہوگا اس سے مقصد تعظیم ہے لوگ مراتب میں مختلف ہوتے ہیں جیسے حیاء میں، بعض خود کو قابو میں نہیں رکھ سکتے قبر پر جھک پڑتے ہیں بعض میں حوصلہ ہوتا ہے تو پیچھے ہٹ جاتے ہیں۔

مزید براں!

امام سمہودی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نقل ابن ابی الصیف والمحب الطبری جواز تقبیل قبور الصالحین محبوب مدینہ ص ۴۶ خلاصۃ الوفاء ابن ابی

الصیف و محب طبری سے قبور الصالحین کا بوسہ جواز منقول ہے۔

قبور الوالدین کو چومنا

مولانا عبدالحکیم لکھنوی رحمتہ اللہ علیہ نے نورِ الایمان میں لکھا ہے

وفی مطالب المؤمنین ولا باس بتقبیل قبر والدیہ کما فی کفایۃ الشعبی ان رجلا جاء الی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فقال یارسول اللہ انی حلفت ان اقبل عتبۃ باب الجنتہ فامر النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان یقبل رِجل ووجہ الابِ ویدوی انہ قال یارسول اللہ ان لم یکن ابوان فقال قبل قبرھما قال فان لم اعرف قبرھما قال حط خطین وانوبان احدھما قبر الام والآخرقبر الاب فقبلھما فلا تحنث فی یمینک کذافی مغفرۃ الغفورفی زیارۃ القبور،

ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے عرض کیا کہ رسول اللہ ﷺ میں نے آستانِ جنت چومنے کی قسم کھائی تھی حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ماں کے پاؤں اور باپ کی پیشانی چومے مروی ہے کہ اسنے عرض کیا کہ اگر میرے ماں باپ نہ ہوں فرمایا، ان دونوں کی قبروں کو بوسہ دے عرض کیا کہ اگر قبریں معلوم نہ ہوں فرمایا دو خط کھینچ اور نیت کر کہ ایک ان میں سے ایک ماں کی قبر ہے اور دوسری باپ کی، ان دونوں کو بوسہ دے تیری قسم

اتر جائے گی۔

فائدہ :

یہ حدیث مولانا عبدالحلیم فرنگی محلی والد مولوی عبدالحی لکھنوی کی تصنیف نورالایمان مطبوعہ لکھنو اور ترجمہ اردو مکتبہ فریدیہ ساہیوال میں ہے" مندرجہ ذیل کتب میں یہ حدیث موجود ہے، کفایہ شعق عینی شرح بخاری، مطالب المؤمنین الغفور مغفرة انوار الرحمٰن مولانا عبدالرحمٰن لکھنوی وغیرہ وغیرہ۔

فائدہ۔

علامہ علی قاری رحمہ اللہ اسلک متقسط میں فرماتے ہیں والحاصل ان کل مایکون النظر الیه یدل علی الحق ویشیر الیه فهو عبادة خلاصہ یہ ہے کہ جس چیز کی طرف نظر کرنا حق کی طرف مائل کرے اور خدا کو یاد دلائے وہ عبادت ہے، یہ ملا علی قاری رحمہ اللہ نے منکرین تبرکات کو انتباہ فرمایا ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ آثارِ شریفہ کی زیارت سے خدا یاد آتا ہے، اور محبوب کبریا ﷺ کی محبت زیادہ ہوتی ہے، لہذا انکی زیارت داخلِ عبادت ہوئی۔

یہی وجہ ہے کہ اہلِ سنت کے عوام و خواص وہ اشیاء جو انبیاء بالخصوص سرور عالم ﷺ کی طرف منسوب ہو یا اولیاء کرام سے متعلق ہوں ان سے اظہار عقیدت کے طور پر انہیں چومتے اور ان سے فیض حاصل کرتے ہیں یہی اہلِ حق کا مذہب ہے۔

چنانچہ حضرت امام اجل قاضی عیاض رضی اللہ عنہ شفاء شریف میں فرماتے ہیں۔

ومن اعظامه واکباره اعظام جمیع اسبابه واکرام

مشاهده وامكنته ومعاهده وما لمسه عليه السلام

اوعرف به یعنی حضور سید عالم ﷺ کی تعظیم و توقیر اور حضور کے اعظام و

احترام میں داخل ہے حضور کے تمام اسباب کی تعظیم اور حضور کے مشاہد و امکنہ

و مشاہد و معاہدہ ملموسات کی تعظیم و اکرام جو آپ کی طرف منسوب ہوں۔

فائدہ

اس سے معلوم ہوا کہ کسی شے کی عزت و عظمت کے لیے بزرگوں

کی طرف منسوب ہونا کافی ہے علامہ علی قاری نے شرح شفا میں فرمایا ان

المرادجميع ماينسب اليه ويعرف به صلی الله عليه وسلم یعنی اس

سے مراد وہ تمام چیزیں ہیں جو حضور سید عالم ﷺ کی طرف منسوب و معروف

ہوں اب تو تصریح ہو گئی کہ فقط محبوب ہونا تعظیم آثار کے لیے کافی ہے۔

مخالفین کے مسلم و مستند مولوی عبدالحی کے والد ماجد مولوی عبدالحلیم صاحب

فرنگی محلی اپنی کتاب نور الایمان میں علامہ علی قاری کی یہ بات نقل فرمانے کے

بعد لو عرف بہ پر حاشیہ لکھتے ہیں۔

ای ولو کان علی وجه الاشتهار من غير ثبوت اخبار فی

اثاره كذاقال علی القاری یعنی منسوبات و معروفات کے لیے محض

شہرت بغیر ثبوت خبر کافی ہے، حقیقت یہ ہے کہ نسبت سے ادب کیا جاتا ہے

معظمین کی طرف منسوب ہونا اہل ادب کے احترام و تعظیم کے لیے کافی ہے، نور

الایمان میں ہے وكان احمد بن فضلو يه يقول لا يمس

قوسا الا متطهرا فانه سمعت ان النبی صلی الله عليه

وسلم اخذا القوس بيده ومن ذالک انه ايتان الآبار

والمساجد والمقاصات المنسوبة اليه صلى الله عليه وسلم یعنی احمد بن فضلویہ کہتے تھے کہ ان کو بے طہارت ہاتھ نہیں لگاتا کیونکہ میں نے سنا ہے کہ حضور سید عالم ﷺ نے کمانِ دست مبارک میں لی ہے اور اسی قبیل سے یہ ہے کہ جو کنوئیں اور مسجدیں اور مقامات حضور سید عالم ﷺ کی طرف ہیں ان کی زیارت کے لیے حاضر ہونا مستحب ہے ظاہر ہے کہ ہر کمان کو تو سید عالم ﷺ ہاتھ مبارک میں نہ لیا تھا مگر جس کو لیا تھا اس کے ساتھ اسی مناسبت رکھنے کے باعث احمد بن فضلویہ مطلقاً ان کا یہ ادب فرمانے لگے کہ انہیں بے طہارت ہاتھ نہ لگائیں، اسی کو وہابی آثار پرستی کہتا ہے۔

بے ادب محروم انداز فضل رب یہ مسئلہ تو فقہ و مناسک کی کتابوں میں بکثرت مذکور ہے کہ جو مقام حضور کی طرف منسوب ہو اس کی زیارت مستحب ہے مگر وہابی کو نہ مسائل کی خبر نہ کتابوں پر نظر اس کے علم کی نہایت تو یہ ہے کہ اسے بدعت کہہ دیا جائے، اور تعظیم و ادب بزرگانِ دین سے تو اس کو خاص عداوت ہے، مشرکین ہند کی تو غلامی کرتے پھرتے ہیں، ان کی تعظیم و تکریم کو تو فرائض پر ترجیح دیتے ہیں مگر اولیاء و انبیاء کے ساتھ حتی کہ بارگاہ خدا کی تعظیم شرک معلوم ہوتی ہے اور شرع مطہر کے احکام سے آنکھیں بند ہیں۔

۷۔ مشارق الانوار صفحہ ۱۰۴ مطبوعہ مصر میں ہے کہ

ولا يقبل الاعتاب الالقصدالتبرك فلا باس به كما قال القطب الشعرانی

اور چوکھٹ وغیرہ تبرک کے ارادہ پر چوم سکتا ہے اس کا کوئی حرج نہیں ایسے

ہی قطب شعرانی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا۔

لطیفہ :۔

اس صحابی کی منت اور پھر ماں کی قبر کی چومنے والی حدیث سے مخالفین حسب عادت اس حدیث کا انکار کر دیتے ہیں اسی لیے ہم کہتے ہیں کہ یہ بھی در حقیقت منکرین حدیث ہیں کہ جو حدیث ان کے خلاف ہو گی تو یا تو سرے سے حدیث کا انکار کر دیں گے یا اسے موضوع کہیں گے یا کم از کم ضعیف کہہ کر ٹھکرا دیں گے۔ حالانکہ حدیث کا ٹھکرانا اگرچہ ضعیف بھی ہے تب بھی بے دینی کی علامت ہے۔

بہر حال یہ حدیث کفایہ شعبی میں سند کے ساتھ مروی ہے، اور معتبر محدثین نے اسے نقل کیا ہے مثلاً علامہ عینی شارح بخاری علامہ عبدالحلیم لکھنوی علامہ عبدالرحمٰن لکھنوی، وغیرہ

قبر سے شفاء

اسماعیل تیمی فرماتے ہیں کہ ابن المنکدر کو کوئی تکلیف پہنچتی تو وہ مزار مصطفےٰ ﷺ پر حاضر ہو کر چہرہ قبر انور پر رکھ دیتے لوگوں نے کہا یہ کیا کر رہے ہیں فرمایا۔

ان یستشفی بقبر النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نبی پاک ﷺ کے مزار سے شفا حاصل کی جاتی ہے۔

(خلاصۃ الوفاء و محبوب مدینہ ص ۲۶۴)

قاعدہ اسلامیہ

معظم اشیاء کا چومنا شرعاً مستحسن ہے

ا۔ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ناف کا چومنا سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ثابت ہے۔

۲۔ سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جونہی حضور علیہ السلام کی مہر نبوت دیکھی تو خود فرماتے ہیں۔

فانکبست علیہٗ قبّلہ وابکی الخ موار دالظمان محمد سلمان نجدی مدرس ریاضی سعودی

میں نے جھک کر اسے بوسا دیا اور رویا (الی اخرہ) الخ

۳۔ جب حجاج بن علاج غلام نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مکہ معظمہ میں فتح کی خبر کی نوید سنائی تو

فوتب العباس فرحاً حتی قبل بین عینیہ فاجرہ ماقال االحجاج فاعتقہ (موارد الظمان ص۸۹۶ ج۴)

تو خوشی سے اچھلے یہاں تک کہ آپ نے اس کی دو آنکھوں کے درمیانی حصہ کو چوما آپ کو حجاج کی خبر سنائی تو آپنے غلام کو آزاد کر دیا۔

۳۔ قرآن مجید کو چومنا مستحب ہے جیسا کہ امام سیوطی رحمتہ اللہ نے اتقان میں تصریح فرمائی۔

۴۔ حضور سرور عالم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ایک دوسرے کے ہاتھ پاؤں چومنا، سر چومنا، پیشانی چومنا وغیرہ وغیرہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے فقیر کے دو رسالے ہیں۔

(۱) فتویٰ ہاتھ پاؤں چومنا (۲) ہاتھ پاؤں چومنا اور صحابہ کرام

۵۔ نبی پاک شہ لولاک علیہ السلام کا اسم مبارک چومنا یعنی اذان میں اشہدان محمدُ رسول اللہ سن کر انگوٹھے چومنا مستحب ہے تفصیل کے لیے دیکھئے فقیر کا رسالہ "انگوٹھے چومنا"

بہر حال قبر کا چومنا ہو یا کسی اور معظم شے کا یہ سب تعظیم و تکریم ہے جس کے متعلق قرآن مجید میں حکم ہے" تعزروہ و توقروہ (پ ۲۶ الفتح)

اور ان کی تعظیم و توقیر کرو

(فائدہ) آیت میں تعظیم و تکریم کا مطلق حکم ہے والمطلق یجری علٰے اطلاقہ مطلق اپنے اطلاق پر جاری رہتا ہے اس قاعدہ پر جب تک تعظیم کسی خاص رکن سے مقید نہ ہو یا کسی کے ساتھ مختص نہ ہو تو اس وقت تک اس کے حکم کا اطلاق عموم پر ہوگا۔ اور معظم شے کے تمام افراد کو محیط ہوگا اسی لیے اس سے حضور سرور عالم علیہ السلام کی ذات کے علاوہ آپ کی جملہ متعلقات کی تعظیم کا حکم ہے وہ تعظیم جس طرح سے ہو بوسہ بھی ایک تعظیم ہے آپ کے مزار کی تعظیم ضروری ہے اسے بوسہ دینا بھی تعظیم میں شامل ہے اور قاعدہ شرعیہ ہے کہ اولیاء کرام نائبین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں ان کی تعظیم و تکریم کا حکم بھی اسی طرح ہوگا جیسے حضور سرور عالم علیہ السلام کے متعلق مذکور ہوا۔

ازالہ وہم

قبر چومنے کو سجدہ کی تعریف میں شامل نہیں کرسکتے ورنہ ہر رکعت کے آخر میں حالت سجدہ میں زمین کو صرف دوبار چومنے سے ہی نماز جائز ہو جاتی اور پیشانی زمین پر رکھنے کی ضرورت ہی باقی نہیں رہتی حجر اسود کو بوسہ دینا اس

دعویٰ کی روشن دلیل ہے۔

امام عینی شارح بخاری رحمتہ اللہ علیہ امام بدرالدین شارح بخاری کی علمی تحقیق کا لوہا مخالفین بھی مانتے ہیں ان کے چند حوالے مذکور ہو چکے ہیں، یہاں انکے شرح بخاری سے کچھ چند حوالے مذکور ہوئے ہیں انہیں یہاں درج کیا جاتا ہے۔

ا۔ حضرت علامہ عینی رحمتہ اللہ علیہ بخاری شریف کی شرح عمدۃ القاری کی جلد ۴ صفحہ نمبر ۷۔۶ پر ایک نفیس بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ مقدس مقامات کو بطور تبرک بوسہ دینے اور بزرگان دین کے مبارک ہاتھ پاؤں کو قصداً اور ارادتاً چوم لینے میں کوئی حرج نہیں یہ ایک مستحسن فعل ہے بعد ازاں فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نواسہ رسول حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا "آپ مجھے وہ بابرکت جگہ دکھائیں جس پر ہمارے پیارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے بوسہ دیا تھا۔ آپ نے ناف مبارک سے کپڑا اٹھایا تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خانوادہ مصطفوی اور آثار نبوت ﷺ سے برکت حاصل کرنے کے لیے اسی جگہ پر بوسہ دیا۔

۲۔ حضرت ثابت بنانی رحمتہ اللہ علیہ خادمِ رسول حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ مبارک کو اس وقت تک نہیں چھوڑتے تھے فرماتے تھے کہ یہ وہ بابرکت ہاتھ ہیں جنہیں حضور نبی کریم ﷺ کے نورانی ہاتھوں سے چھو جانے کا شرف حاصل ہوا ہے۔

حضرت علامہ عینی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں "مجھے حافظ ابو سعید بن

علائی نے بتایا کہ میں حضرت امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ کا ایک قدیم نسخہ جس پر اس ناصر اور دیگر حفاظ کرام کا حاشیہ درج ہے اس کے اندر لکھا ہوا دیکھا ہے کہ حضرت احمد بن حنبل سے سوال کیا گیا" کیا حضور نبی کریم ﷺ کے روضہ مبارک اور منبر مبارک کو بوسہ دینا جائز ہے؟ آپ نے فرمایا" جائز ہے اس میں کوئی حرج نہیں"

حافظ ابو سعید کہتے ہیں، کہ میں نے یہ عبارت شیخ تقی الدین ابن تیمیہ کو جا کر دکھائی تو وہ از حد متعجب ہوا اور کہنے لگا۔" میں امام احمد کی جلالت علمی کا صمیم قلب سے معترف ہوں لیکن ان کے اس فتوی سے انتہائی حیران ہوں کہ یہ ان کا کلام اور ان کے کلام کا مفہوم کیسے ہو سکتا ہے حافظ ابو سعید فرمانے لگے کہ میں آپ کو ان کے متعلق اس سے زیادہ حیرت انگیز بات سناتا ہوں وہ یہ کہ ہمارے سامنے امام احمد بن حنبل کے متعلق یہ روایت کی گئی کہ آپ نے ایک مرتبہ اپنے استاد المکرم حضرت امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ کی قمیض مبارک کو دھویا پھر وہ پانی جس سے قمیض دھوئی تھی اسے بطورِ تبرک نوش فرمالیا، جب امام احمد کے نزدیک اہلِ علم کی تعظیم کا یہ حال ہے تو ان کے ہاں صحابہ کرام کی قدر و منزلت اور انبیاء کرام علیہم السلام کے آثار کی عزت و تکریم کا کیا حال ہو گا۔

مجنوں نے اپنی محبوبہ لیلی کے بارے میں کتنے ہی عاشقانہ انداز میں کہا ہے۔

"میں جب اپنی محبوبہ لیلی کے شہر سے گزرتا ہوں تو کبھی اس دیوار کو چومتا ہوں اور کبھی اس دیوار کو میرے دل کی یہ کیفیت اس شہر کی محبت کے باعث نہیں ہوئی بلکہ اس محبوبہ کی وجہ سے جو کبھی اس شہر میں سکونت پذیر تھی۔

۳۔ محمد طبری فرماتے ہیں "جب حجر اسود کو بوسہ دینا جائز ہے تو اس سے ہم بوسہ دینے کا جواز مستنبط کر سکتے ہیں کیونکہ جس چیز کے چومنے میں اللہ تعالیٰ کی تعظیم پوشیدہ ہو اسے بوسہ دینے میں کوئی حرج نہیں، الغرض محال اگر بوسہ مستحب ہونے کے لیے متعلق بھی ہمارے پاس کوئی روایت بطور دلیل موجود نہ ہو تو بوسہ کے مکروہ تک ہونے کے بارے میں بھی تو کہیں کوئی روایت نہیں ملتی۔

۴۔ علامہ عینی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں "میں نے اپنے دادا جان حضرت محمد بن ابی بکر کی ایک کتاب کے حاشیہ میں یہ روایت دیکھی انہوں نے اسے امام ابو عبداللہ محمد بن ابو الصیف سے روایت کی کہ بعض صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم جب قرآن حکیم دیکھتے تو اسے بوسہ دیتے اور جب صالحین کے مزارات دیکھتے تو انہیں بھی تبرکاً چوما کرتے۔" علامہ عینی فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام سے یہ بعید نہیں کہ وہ یہ امور سرانجام دیتے ہوں۔ (لہٰذا ان کی اقتداء میں یہ چیز ہمارے لیے بھی جائز ہے) جن جن امور میں اللہ تعالیٰ کی تعظیم پوشیدہ ہے انہیں اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔

۵۔ حدیث شریف میں ہے "امام المحدثین امام الامام، علم امت حضرت ابو عبداللہ احمد بن محمد بن حنبل شیبانی مرزی رحمہ اللہ علیہ اپنی مسند میں فرماتے ہیں۔ کہ ہمارے سامنے حضرت عبداللہ نے یہ حدیث بیان کی، ان کے سامنے ان کے والد ماجد نے ان کے سامنے عبدالملک بن عمرو نے ان کے سامنے کثیر بن زید نے اور انہوں نے یہ حدیث پاک حضرت داؤد بن صالح رحمہم اللہ سے روایت کی ہے فرماتے ہیں ایک روز اموی خلیفہ مروان مدینہ

منورہ آیا اس نے ایک شخص کو دیکھا جو سرکار دو عالم ﷺ کے مزار اقدس پر اپنا چہرہ رکھے ہوئے تھا، مروان نے کہا تم یہ کیا کر رہے ہو وہ اس کی طرف متوجہ ہوا تو مروان کیا دیکھتا ہے کہ وہ شخص میزبان رسول حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے آپ نے فرمایا اے مروان! ہاں مجھے خوب معلوم ہے کہ میں کیا کر رہا ہوں میں اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول ﷺ کے دربارِ انور میں حاضر ہوا ہوں کسی بے جان پتھر کے پاس نہیں آیا کان کھول کر سن لے میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے سنا کہ جب دین کے والی اس کے اہل ہوں اس وقت دین پر نہ رونا، لیکن جب دین کے والی نااہل آجائیں تب دین کی خستہ حالی پر اشک بہانا"

(مسندِ امام احمد، جلد ۵ ص ۴۲۲ مطبوعہ مصر)

فائدہ:

اس حدیث کو فقیر نے پہلے لکھا ہے یہاں امام حنبل کی سند کے ساتھ دوبارہ عرض کیا ہے حدیث شریف میں ہے حافظ کبیر، امام المحدیث حضرت ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ حاکم نیشاپوری اپنی مشہور کتاب مستدرک میں باب الفتن کے ضمن میں تحریر فرماتے ہیں ہمارے سامنے یہ حدیث ابو العباس محمد بن یعقوب نے ان کے سامنے عباس بن محمد بن حاتم دوری نے ان کے سامنے ابو عامر عبد الملک عمرو عقدی نے ان کے سامنے کثیر بن زید نے اور انہوں نے یہ حدیث حضرت داود بن ابی صالح سے روایت کی فرماتے ہیں" اموی خلیفہ مروان ایک روز مدینہ منورہ آیا اس نے ایک شخص کو دیکھا جو اپنا چہرہ حضور علیہ السلام کے مزار اقدس پر رکھے ہوئے تھا اس نے اسے گردن سے

پکڑ کر تلخ لہجہ میں کہا "تمہیں علم ہے کہ یہ کیا کام کررہے ہو؟" اس نے کہا۔۔۔
اس کی تفصیل اوپر گزر رہی ہے۔

فتویٰ امام احمد رضا محدیث بریلوی قدس سرہ

فقیر کے سامنے اس وقت ایک اشتہار ہے پہلی بھیت انڈیا سے شائع کیا گیا ہے مزارات چومنے کے بارے میں مفصل فتوی ہے جس کا عنوان ہے یہ کہ

مزارات اولیائے کرام (علیہم رحمتہ المعام) کے چومنے کو کفر یا شرک کہنا وہابیوں دیوبندیوں کا طریقہ ہے اور مزارات بزرگانِ دین کے بوسے کو مااتفاق واجماع فقہا ناجائز سمجھنا سنیوں کی نادانی ہے۔
ملاحظہ ہو فتوائے مبارک کہ حضور پرنور امام اہلسنت اعلی حضرت عظیم البرکت مجدد اعظم دین ملت رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ وا ضاہ عنافی الدارین یہ عنوان دے کر لکھا گیا ہے کہ
فتوائے تقبیل مزاروں از حضرت مولینا مولوی احمد رضا خانصاحب بریلوی دامِ ظلہ العالی
فائدہ: آخر میں لفظ (مدظلہ العالی) کا لفظ دلالت کرتا ہے کہ یہ اشتہار امام اہلسنت شاہ احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کی زندگی مبارک میں شائع ہوا ہوگا۔ (یہ اشتہار فقیر کے پاس محفوظ ہے)
اب اصل مضمون ملاحظہ فرمائیں۔
فی الواقع بوسہ قبر میں علماء مختلف ہیں اور تحقیق یہ ہے کہ ایک امر

ہے دو چیزوں داعی ومانع کے درمیان دائرہ داعی محبت ہے اور مانع ادب تو جسے غلبۂ محبت ہو اس پر مواخذہ نہیں کہ اکابر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ثابت ہے اور عوام کے لیے منع ہے احوط ہے ہمارے علماء تصریح فرماتے ہیں کہ مزار اسے اکابر سے کم از کم چار ہاتھ کے فاصلے سے کھڑا ہو پھر تقبیل کی کیا گنجائش عالم مدینہ علامہ سید نور الدین سمہودی قدس اللہ سرہ خلاصۃ الوفا شریف میں جدار مزار انور کے لمس و تقبیل و طواف سے ممانعت کے اقوال نقل فرماتے ہیں وفی کتاب العلل والسئوالات لعبداللہ بن احمد بن حنبل سالت ابی عن الرجل یمس منبر النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تبرک بمسہ وتقبیلہ ویفعل بالقبر مثل ذلک جاء ثواب اللہ تعالیٰ فقال لا باس بہ

یعنی امام احمد بن حنبل کے صاحبزادہ امام عبداللہ فرماتے ہیں، میں نے اپنے باپ سے پوچھا کوئی شخص نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منبر کو چھوئے اور بوسہ دے اور ثواب الٰہی کی امید پر ایسا ہی قبر شریف کے ساتھ کرے فرمایا اس میں کچھ حرج نہیں، امام اجل تقی الملک والدین علی بن عبدالکافی سبکی قدس سرہ الملکی شفاء السقام پھر سید نور الدین خلاصۃ الوفا میں بروایہ یحیی بن الحسن عن عمر بن خالد عن ابی نباتتہ عن کثیر بن یزید عن المطلب بن عبداللہ بن حنطب ذکر فرماتے ہیں کہ مروان نے ایک صاحب کو دیکھا کہ مزار اعطر سید اطہر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم سے لپٹے ہوئے ہیں اور قبر شریف پر اپنا منہ رکھے ہیں، مروان نے انکی گردن پکڑ کر کہا جانتے ہو یہ کیا کر رہے ہو۔ انہوں نے اس

کی طرف منہ کیا اور فرمایا

نعم انی لم ات المحجر انما جئت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی واٰلہ وسلم ہاں میں سنگدل کے پاس نہیں آیا میں تو رسول اللہ ﷺ کے حضور حاضر ہوا ہوں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا۔لا تبکواعلی الدین اذاولیہ اھلہ ولکن ابکواعلی الدین اذاولیہ غیر اھلہ دین پر نہ روؤ جب اس کا والی اہل ہو، ہاں دین پر روؤ جب نااہل اس کا والی ہو سید قدس سرہ فرماتے ہیں رواہ احمد حسن امام احمد نے یہ حدیث بسند حسن روایت فرمائی نیز فرماتے ہیں۔

روی ابنِ عساکر سند جید عن ابی الدردہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان بلالاً رای النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی وسلم وھو یقول لہ ماھذہ الجفوۃ یا بلال اما ان لک ان تزور نی فانتبہ حزینا خائفافرکب راحلتہ وقصدالمدینۃ فاتی قبررسول صلی اللہ علیہ وسلم فجعل یبکی عندہ و یمرغ وجھہ علیہ یعنی ابن عساکر نے بسند صحیح ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ شام کو چلے گئے تھے ایک رات خواب میں دیکھا کہ حضور اقدس ﷺ ان سے فرماتے ہیں اے بلال یہ کیا جفا ہے کیا وہ وقت نہ آیا کہ تو ہماری زیارت کو حاضر ہو بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ غمگین اور ڈرتے ہوئے جاگے اور بقصدِ زیارت اقدس سوار ہوئے مزار پر انوار پر حاضر ہو کر رونا شروع کیا اور منہ قبر شریف پر ملتے تھے امام حافظ عبدالغنی وغیرہ اکابر فرماتے ہیں ا بس الاعتماد فی السفر

للزیارۃ علی مجرد منامہ بل علی فعلہ ذلک والصحابۃ متوفرون ولم تخفہ علیہم القلہ یعنی زیارت اقدس کے لیے شد الرحال کرنے میں ہم فقط خواب پر اعتماد نہیں کرتے بلکہ اس پر کہ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ کیا اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم بکثرت موجود تھے اور انہیں معلوم ہوا اور کسی نے اس پر انکار نہیں فرمایا۔ عالم مدینہ فرماتے ہیں ذکر الخطیب بن حملۃ ان بلالا رضی اللہ تعالیٰ عنہ وضع خدیہ علی القبر الشریف وان ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کان یضع یدہ الیمنی علیہ ثمّہ قال ولا شک ان الا ستغراق فی المحبۃ یحمل علی الازن فی ذلک والقصد بہ التعظیم والناس تختلف مراتبہم کما فی الحیوۃ فمنم من لا یملک نفسہ بل یبادرا لیہ ومنہم من فیہ اناۃ فیتا خراہ ونقل عن ابن ابی الصیف والمحب الطبری جواز تقبیل قبور الصالحین وعن اسمعیل التیمی قال کان ابن المنکدر ریصیبہ الصمات فکان یقوم فیضع خدہ علی قبر النبی صلی اللہ علیہ تعالیٰ علیہ وسلم فعوتب فی ذلک فقال االیہ یستشفی بقبر النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یعنی خطیب بن حملہ نے ذکر کیا۔

کہ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قبر انور پر اپنے دونوں رخسارے رکھے اور ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنا دہنا ہاتھ اس پر رکھتے پھر کہا شک نہیں کہ محبت میں استغراق اس میں اذن پر باعث ہوتا ہے اور اس سے مقصود تعظیم

ہے اور لوگوں کے مرتبے مختلف ہیں جیسے زندگی میں تو کوئی بے اختیارانہ اس کی طرف سبقت کرتا ہے اور کسی میں تحمل ہے وہ پیچھے رہتا ہے اور ابن ابی الصیف اور امام محب طبری سے نقل کیا کہ مزارات اولیاء کو بوسہ دینا جائز ہے اور اسمٰعیل تیمی سے نقل کیا کہ ابن المنکدر تابعی کو ایک مرض لاحق ہوتا کہ کلام دشوار ہو جاتا وہ کھڑے ہوتے اور اپنا رخسار قبر انور سید اطہر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ وسلم پر رکھتے کسی نے اس پر اعتراض کیا فرمایا میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مزار اقدس سے شفا حاصل کرتا ہوں علامہ شیخ عبدالقادر رفاعی مکی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کتاب مستطاب حسن التوسل فی زیارۃ افضل الرسل میں فرماتے ہیں تمریغ الوجه والخدواللحية بتراب الحفرة الشريفة واعتابهافى زمن الخلوة المامون فيها توهم عامى مخدور اشرعيا بسببه امر محبوب حسن الطلابها وامره لاباس به فيما يظهر لكن لم كان له فى ذلك قصدصالح وحمله عليه فرط الشوق والحب الطافح یعنی خلوت میں جہاں اس کا اندیشہ نہ ہو کہ کسی جاہل کا وہم اس کے سبب کسی ناجائز شرعی کی طرف جائے گا ایسے وقت بارگاہ اقدس کی مٹی اور آستانہ پر اپنا منہ اور رخسارہ اور داڑھی رگڑنا مستحب اور مستحق ثواب ہے جس میں کوئی حرج معلوم نہیں، مگر اس کے لیے جس کی نیت اچھی ہو اور افراط شوق اور غلبۂ محبت اسے اس پر باعث ہو پھر فرماتے ہیں

علاانی اتحفک بامریلوح لک منه المعنى بان الشيخ لامام ابسكى وضع خروجه على بساط دارالحديث التى

مسها قدم النووی لینال برکۃ قدمه ونیوه بمزید
عظیمته کما اشارالی ذلک بقوله وفی دارالحدیث
لطیف معنی الی بسط له اصبووادی لعلی ان اقال
بحروجهی مکانا مسه قدم النواوی وبان شیخناتاج
العارفین امام االسنته خاتمة المجتهدین کان یمرغ
وجهه ولحیته علی عتبة البیت الحرام بحجراسماعیل
یعنی علاوہ بریں میں تجھے یہاں ایک ایسا تحفہ دیتا ہوں جس سے معنی تجھ پر ظاہر
ہو جائیں وہ یہ کہ امام اجل تقی الملۃ والدین سبکی دار الحدیث کے اس بچھونے پر
جس پر امام نوری قدس سرہ العزیز قدم مبارک رکھتے تھے ان کے قدم کی
برکت لیتے اور ان کی زیارت تعظیم کے شہرہ دینے کو اپنا چہرہ اس پر ملا کرتے تھے
جیسا کہ خود فرماتے ہیں کہ دار الحدیث میں ایک لطیف معنی ہیں جن کے ظاہر
کرنے کا مجھے عشق ہے کہ شاید میرا چہرہ پہنچ جائے اس جگہ پر جس کو قدم نووی
نے چھوا تھا اور ہمارے شیخ تاج العارفین امام سنت خاتمۃ المجتہدین آستانہ بیت
الحرام میں حطیم شریف پر جہاں سیدنا اسماعیل علیہ السلام کا مزار کریم ہے اپنا
چہرہ اور داڑھی ملا کرتے تھے بالجملہ یہ کوئی امر ایسا نہیں جس پر انکار واجب کہ
اکابر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور اجلہ آئمہ رحمہم اللہ تعالیٰ سے ثابت ہے تو
اس پر شورش کی کوئی وجہ نہیں اگرچہ ہمارے نزدیک عوام کو اس سے بچنے ہی
میں احتیاط ہے امام علامہ عبد الغنی نابلسی قدس سرہ القدسی حدیقہ ندیہ شرح
طریقہ محمدیہ میں فرماتے ہیں " المسئلة متی امکن تخریجها علی قول من
الاقوال فی مذهبنا او مذهب غیر نا فلیست بمنکر یجب انکاره والنهی عنه

وانما المنکر ماوقع الاجماع علی حرمتہ والنہی عنہ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ

عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی عفی عنہ
بحمدن المصطفے النبی الامی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مرتب : حضرت مولینا مفتی محمد اصغر علی صاحب حشمتی صدر مدرس دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف

جاری کردہ : عطاء الحشمت حشمتی مدرس شعبہ تجوید دار العلوم حشمت الرضا حشمت نگر پیلی بھیت شریف یوپی۔

(نوٹ) حسب عادت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کے اس فتویٰ پر بھی حاشیہ لگایا گیا ہے جو اس فتویٰ مبارکہ کا نشان احوط کے لفظ پر ہے، اسی احوط کے حاشیہ پر لکھا ہے کہ۔

احوط :۔

ماھو خلاف الاحوط والاحتیاط لیس حراما ولا مکروہ تحریما کما مقابل الاصح والارحج بحرام بل ھو صحیح وراحج والعمل علیہ جائز ولا یخفی علی اھل العلم فمن شاء التحقیق فلیرجع الی الشامی والقول انہ من عادات النصاریٰ فلہ اجوبۃ منھا ان کل عادۃ لا تکون شعارک وما فعل سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ المولیٰ تعالے عنہ وارضاہ عنا فی الدارین عند الصحابہ رضوان

الله تعالیٰ علیهم کیف یکون من عاداتهم با ن یکون شعاراً الهم
وهم اعلم منابشعارهم وعاداتهم وما فعل المشایخ والعرفا ء
وامرواتبا عهم کیف یکون حراماً قطعاً و سیدنا اعلحضرة المجدد
الاعظیم اذارجع من المدینه المنوره الی الاحمیر المقدسه حضرثم
خرج بعد الفاتحه ولم یقبل تربته قدس سره فسمع ما سمع من
قائل فرجع ودخل وقبل وقال هذاصوت مجلس السلطان هذه
الواقعة بین مخدومنا مولینا السید حسین علی الرضوی وکیل
الجاؤرة

ترجمہ: وہ جو احوط کے خلاف ہو وہ نہ حرام ہے اور مکروہ تحریمی جیسا کہ اصح
وارجح کا مقابل حرام نہیں بلکہ وہ صحیح وراجح اور اس پر عمل جائز ہے اور یہ اہلِ علم
پر مخفی نہیں جو اس کی تحقیق مزید چاہتا ہے اسے شامی کی طرف رجوع کرنا
چاہیے اور یہ قول کہ یہ نصاری کی عادات سے ہے تو اس کے کیا ہو وہ نصاری کا
شعار کیسے ہو سکتا ہے حالانکہ صحابہ کرام نصاری کے شعار کو ہم سے زیادہ جانتے
وہ کیسے نصاری کا شعار ہو جائے گا تو یہ فعل قطعاً حرام نہ ہوا (بلکہ مباح ہوا) امام
احمد رضا فاضل بریلوی جب مدینہ طیبہ سے واپس آئے تو اجمیر شریف حضور
غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار کی حاضری دی، آپ نے فاتحہ پڑھ کر
مزار کو چومے بغیر باہر آگئے پس سنا جو کچھ کہنے والا کہہ رہا تھا اسی لیے پھر
لوٹ کر مزار شریف داخل ہو کر مزار شریف کو چوم کر فرمایا کہ یہ مجلس سلطان
کی آواز تھی اسی لیے چوم رہا ہوں الوفاء

یہ واقعہ سید حسن علی رضوی وکیل مجاورہ نے بیان فرمایا۔

خلاصہ یہ ہے کہ مزارات اولیاء کرام چومنا مباح ہے کوئی چومتا ہے تو شرک یا حرام نہیں جیسے وہابی کہتے ہیں اگر نہیں چومتا تو مستحق ملامت نہیں۔ (فافہم ولا تکن من الوہابین) اویسی غفرلہ

۲۔ حضرت علامہ محمد عمر صاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا مضمون ماہنامہ سلسبیل لاہور میں بعنوان

توحید

شائع ہوا اسی قسط میں قبر پرستی کا عنوان جما کر لکھا کہ

قبر پرستی

قبر پرستی مذموم سہی اور کوئی پسند نہیں کرتا لیکن وفور محبت اور ازیاد شوق میں کوئی روضہ مبارکہ کی جالی چوم لے، یا ہاتھ لگا کر اپنا دل ٹھنڈا کر لے تو کیا حرج، بلکہ ہمیں تو دین ہی دین نظر آتا ہے اس کے اندر کون ہے محبوب خدا ﷺ ہے، رسول خدا ہے مشرک تو تب ہو جب کوئی محمد ﷺ کو خدا سمجھے اللہ سمجھے جب سے اسلام آیا۔ اور جب سے روضۂ اطہر کے گرد لوگ پھرنے چلنے شروع ہوئے اس وقت سے آج تک کسی نے رسول خدا کو خدا نہیں سمجھا، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ نے بھی تو جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی پیشانی مبارک کو بوسہ دیا تھا، بلکہ آپ ﷺ تو عالم بالا میں تشریف لے گئے اور نقش مبارک کا بوسہ لیا۔

کیا یہ بھی بدعت ہے؟ یا شرک ہے اور جب چہرہ مبارک حاضر نہ ہو، اور زیر زمین جسم مبارک ہو تو قبر کو چوم لیا جاوے یا روضہ کو، تو عین وہی بات

نہیں جو صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وفورِ محبت میں سرزد ہو گئی۔

عرب کا بدوی اپنی محبوبہ کے خالی مکان سے گزرتا ہے کیونکہ عرب قبائل آب و گیاہ کی وجہ سے اکثر خانہ بدوش رہتے ہیں تو خالی مکان کی دیواروں کو بوسہ دیتا ہے اور کہتا ہے کہ ؎

أَمُرُّ عَلَى الدِّيَارِ دِيَارِ لَيْلَىٰ
أُقَبِّلُ ذَاالْجِدَارَ وَذَا الْجِدَارَا
وَمَا حُبُّ الدِّيَارِ شَغَفْنَ قَلْبِي
وَلٰكِنْ حُبُّ مَنْ سَكَنَ الدِّيَارَا

ترجمہ: مجنون ایک گھر یعنی لیلی کے گھر سے گزرنے لگا، تو میں کبھی اس دیوار کو کبھی اس کو بوسہ دیتا، گھر کی محبت تو میرے دل کو کھانہ گئی تھی، بلکہ گھر کے رہنے والے کی محبت کا اثر تھا۔

اس بدوی شاعر نے کیا خوب فیصلہ دیا۔ کہ مکان سے جو محبت ہو گئی یا محبت سے دیواریں جو چوم رہا ہوں یہ مکان کے لیے نہیں بلکہ صاحبِ مکان کے لیے۔

جس کے ہاتھ چومتے ہیں یا قدم چومتے ہیں، یہ اس جسمِ خاکی کے لیے ------ کی جھلک کے لیے جو تمام دنیا کا نورِ مطلق ہے ؎

کعبہ بنگاہِ خلیل آذر است
دل گذر گاہِ جلیل اکبر است

تو کیا یہ توحید نہیں اور یہ بت پرستی ہے؟ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس جو نورِ مطلق کی نیابت فرمانے کے لیے تشریف

لائے، جن کا سینہ مبارک انوار الٰہیہ کا مخزن اور رحمت الٰہیہ کا نمونہ تھا، جن کی زبان سے کلام الٰہی دنیا میں ظہور پذیر ہوا، جو سراسر توحید ہے، اگر ان کے قالب کو بوسہ دیا جائے یا ان کے مسکن و مدفن کو مقدس خیال کیا جاوے تو کون سی بدعت ہوگی، یہ بوسے اور یہ تقدس کس لیے؟ صرف ذاتِ ربّی کی نسبت نہیں تو اور کس کی ہے؟ خود سوچیے اور غور فرمایئے اگر اسے بدعت خیال کیا جاوے تو اس حدیث کا کیا مطلب اور کیا معنے

لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وُّلْدِهٖ وَوَالِدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ

(تم میں سے کوئی بھی مومن نہیں ہوتا جب تک بیٹے باپ اور تمام آدمیوں سے زیادہ مجھ سے محبت نہ رکھے) تو محبت کا تقاضا یہ نہیں کہ ان کے روضہ مبارک کو چوم لیا جاوے؟ ورنہ محبت کے آثار کیسے نظر آسکتے ہیں اتباع اور چیز ہے اور محبت اور چیز ہے دنیا لکھی پڑھی جانتی ہے کہ محبت کا تعلق دل سے ہے اور محبت کے آثار وہی ہیں جو بیان کیے گئے اتباع محبت اور غیر محبت سے بھی ہو سکتا ہے لیکن اضطراری جذبات کا ظہور تو صرف محبت سے ہوتا ہے اور اس اضطراری جذبات کو برا کہنا عقلمندی کے برخلاف ہے خود نبی کریم ﷺ کی حیات طیبہ میں صحابہ کرام سے ایسے افعال اضطراری محبت کے طور ظہور پذیر ہوتے رہے اور آپ ﷺ ناراض ہونے کے بجائے خوش ہوتے رہے، لہٰذا کوئی محبوبِ محبت کے آثار محبت پر بھی ناراض ہوتا ہے؟ ہاں حد ادب سے متجاوز ایسے افعال ہو جائیں اور محبوب کی طبع کے خلاف ہو نکلیں تو بے شک ناراضگی کا باعث ہوتے ہیں، لیکن بوسنا اور محبت سے ہاتھ لگانا تو پسندیدہ افعال محبت ہیں یاد دیکھ کر

آنسو پھوٹ آنا محبت نہیں کیا؟

ہمارے پڑھے لکھے دوست نبی کریم ﷺ کے بارے میں اتنی محبت کے اظہار کو بھی پسند نہیں کرتے، جتنی ایک بدوی سے اپنی محبوبہ کے گھر پر حاضری ہونے سے ظہور پذیر ہوئی، اب کوئی سوچے تو کیا یہ محبت ہے؟ کہ ایسے افعال واحوال محبت کے ظہور کو قابلِ نفرت ٹھہرا کر محبت کو نفرت سے بدل دیا جائے، اور اظہارِ نفرت کرنے کے بعد اپنے آپ کو محبِ رسول خدا کہا جائے۔

روضہ اقدس اور مدفن رسالت کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کو عزت دینی منظور نہ ہوتی اور اس کے لیے تعظیم پسند نہ ہوتی تو پچاس ہزار نمازوں کا ثواب کبھی بھی مسجد نبوی ﷺ کے لیے نہ رکھا جاتا۔ یہ مانا کعبہ شریف کے برابر نہ سہی، لیکن کعبۃ اللہ اور حرم پاک سے دوسرے درجے کا ثواب تو صرف مسجد نبوی ﷺ کے لیے عطا ہوا کہ مسلمان آئیں اور مسجد نبوی کے اندر نماز پڑھیں اور چالیس نمازوں تک قیام یہاں کریں، تاکہ روضہ اقدس اور مدفن پاک سے فیوض اور انوار سے بھرپور ہو کر واپس ہوں، ورنہ زیارت تو ایک دن بھی کافی تھی پھر اس کے کہنے کا کیا مطلب ہے؟

مَنْ زَارَ قَبْرِی فَکَاَنَّمَا زَارَنِیْ فِیْ حَیَاتِیْ اگر اپنی قبر کو منظورِ خلائق بنانا مقصود نہ ہوتا تو یہ کیوں کہا جاتا پھر اس سے بڑھ کر فرمایا مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَهٗ شَفَاعَتِیْ (جس نے میری قبر کی زیارت کی، اس کے لیے میری شفاعت واجب ہو گئی) یہ ترغیب و تحریص تو اس لیے ہے کہ لوگ یعنی مسلمان آئیں اور اس چشمۂ فیض سے فیض اٹھائیں اب اسے آپ قبر پرستی پر

محمول کریں یادین پرستی پر۔ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے اس خیال کو نہایت لطیف پیرایہ میں بیان کیا۔

گلے خوشبوی درحمام روزے
رسیداز دست محبوبے بدستم
بدو گفتم کہ مشکی یا عبیری
کہ ازبوئے دل آویزے تو مستم
بگفتامن گلے ناچیز بودم
ولیکن مدتے باگل نشستم
جمالِ ہمنشین درمن اثر کرد
وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم

ترجمہ :۔ خوشبودار مٹی حمام میں ایک محبوب سے میرے ہاتھ آئی، میں نے اس سے کہا کہ تو مشک (کستوری) ہے یا عنبر ہے کہ تیری دل لبھانےوالی خوشبو سے مست ہو رہا ہوں اس نے جواباً کہا میں تو ناچیز مٹی ہوں لیکن ایک عرصہ پھول کے ساتھ بیٹھی رہی ہوں، ہمنشیں کی خوشبوئے جمال نے مجھ میں اثر کیا ورنہ میں تو وہی مٹی ہوں۔

غور فرمایا جائے جب مٹی پھول کی صحبت سے پھول کی خوشبو سے بھر گئی تو قالب روح کی معیت میں صحبت سے کیوں نہ متاثر ہوگا، جتنی روح بلند ہوگی اور جتنا روح کو اللہ تعالیٰ سے تعلق ہوگا۔ اتنا ہی قالب متبرک اور مقدس ہوگا۔ روح تو مرنے کے بعد ہی چلی جاتی ہے، قالب بے جان پر جنازے کیسے، اور اس کے لیے دفن کیسی، اگر اسلام قالب بے جان انسانی کو

بے قدر جانتا تو دوسرے مذاہب کی طرح اسے جلانے کا حکم دیا جاتا، اور راکھ بنا کر اڑا دیا جاتا بلکہ دفن کیا جاتا ہے اور قبر کا نشان بنایا جاتا ہے اور اس نشان کی ایک ادنٰی توقیر ہے کہ اس پر نہ بیٹھے اور کوئی ایسی حرکت نہ کی جائے جس سے ذلت کا ظہور ہو، اس لیے کہ قالبِ بے جان کی بھی حرمت منظور ہے۔

ہندو مذہب جس کا بنیادی فلسفہ میت (لاش) جلانے کا ہے وہ ان لوگوں کے جسم کو جلاتا نہیں جنہیں مقدس خیال کیا جاتا ہے اور جن کو توحید کے ساتھ خاص تعلق ہوتا ہے بلکہ سمادھ بنا کر ان سے فیض لینے کے سامان پیدا کیے جاتے ہیں چہ جائیکہ اسلام اپنے مربی اور محسن نبیوں کے جسم مبارک کو فنا ہونا پسند کرے احادیث میں وارد ہے کہ مٹی ہمارے قالبوں اور جسموں کو نہیں کھائے گی۔ اور فنا کلی نہ ہوں گے۔ آخر یہ عزت کیوں دی گئی اور ایسے کیوں کیا گیا؟

وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ (پارہ ۱۷ رکوع ۱۶)

ترجمہ:۔ اونٹ کی قربانی کہ بنایا ہم نے ان کو تمہارے واسطے اللہ کی نشانیاں تمہارے لیے ان کے اندر خوبی ہے) ایک اونٹ کو جب اسے اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربان کر دینے کا ارادہ ہو جاتا ہے تو اسے قرآنی اصطلاح میں بدنہ کہتے ہیں ،اس قربانی کے اونٹ کو بھی اللہ کے فضل و کرم نے شعائر اللہ میں داخل فرمادیا یعنی اللہ کا نشان ہے۔ دیکھئے ایک عام اونٹ کی کیا قیمت ہے لیکن جب مولا کریم کی راہ میں قربانی کے لیے تجویز کر دیا گیا تو یہ ایک عام اونٹ نہیں رہا بلکہ ایک باعزت و عظمت قابلِ احترام اونٹ ہو گیا فرماتے ہیں۔

وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ (پارہ ۱۷ رکوع

(۱۱)

(ترجمہ : جو اللہ تعالیٰ کے نشانات کی تعظیم کرتا ہے یہ (کام) دلوں کی پرہیزگاری کی وجہ سے ہے۔

(ترجمہ بامحاورہ)

(جو نشاناتِ الٰہی کی تعظیم کرتا ہے تحقیق وہ اللہ تعالیٰ کے خوف سے کرتا ہے اور پرہیزگاری سے)

اس سے قبل اپریل ۱۹۷۷ء کے مضمون میں لکھا۔

خیال اپنا اپنا

حجر اسود کا چومنا یمین اللہ سمجھ کر عبادت ہے، ملتزم (یعنی باب کعبہ اور حجر اسود کا درمیانی حصہ) کعبہ شریف سے چمٹنا عبادت ہے رکن ایمانی کو ہاتھ لگانا توحید ہے، لیکن کعبۃ اللہ شریف کی کسی دوسری جگہ کو چومنا بدعت ہے، روکنے والے کھڑے ہیں، کسی دوسری جگہ کو تبرکاً چھوا جائے کیا خوب! کسی کے ہاتھ تو متبرک ہو سکتے ہیں، لیکن قدم متبرک نہیں ہو سکتے، پھر کعبہ تو سراسر نور ہے، ہاتھ پاؤں سے پاک ایک جیسا نظر آتا ہے، لیکن خیال اپنا اپنا ہم تو یہ سمجھتے ہیں کہ جہاں بھی وفورِ شوق تیز ہو جائے وہیں سے اس کا بوسہ لیا جائے۔ نہ حجر اسود کی تخصیص ہے نہ کسی دوسری جگہ کی، ہاں صاحبِ "لولاک لما" وفورِ شوق میں حجر اسود کو پہلے بوسہ دیتے، اور چکر کے بعد ملتزم سے لپٹتے، سبحان اللہ! کیا اشتیاق تھا کیا محبت تھی، کہ لپٹ لپٹ کر آنسو بہاتے۔ لیکن اس سے بڑھ کر یہ دیکھا کہ صاحب "لولاک لما" کے روضہ اقدس کو ہاتھ تک لگانا جائز

ہو دور سے کھڑے ہو کر سلام پڑھیے، آخر صلوٰۃ و سلام اگر جائز ہے تو پھر غلاف بوسی کا کیا حرج اشتیاق و محبت تو یہی چاہتا ہے، کہ سلام و صلوٰۃ کے ساتھ غلاف بوسی بھی ہو، نماز میں کلمات دعائیہ آپ زبان سے پڑھتے ہیں، لیکن رکوع و سجود کیوں کیا جاتا ہے؟ اس لیے صرف پڑھنے میں وہ لطف نہیں جو پڑھنے کے ساتھ رکوع و سجود و قیام میں ہے، محبوب سے باتیں بھلی معلوم ہوتی ہیں، لیکن باتوں باتوں میں آنکھیں بھی دو چار ہو جائیں، اور ہاتھ میں ہاتھ بھی آجائے یا جسم کے کسی حصہ کا لمس (چھونا) نصیب ہو جائے تو پھر عشق و مستی کا کیف دوبالا ہوتا ہے، اور دنیا و مافیہا سب بھول جاتے ہیں۔

جب سے روضہ اطہر پر قدغن (رکاوٹ) ہوئی وہ اشتیاق وہ والہانہ محبت کے نقشے سامنے نہیں آتے، جو کبھی لوگ دیکھا کرتے تھے ایک پاسبان کا خوف، دوسرے طریقہ اشتیاق کی تبدیلی، لیکن ہمارے بھائی اس کو توحید خیال کرتے ہیں۔ بھلا اس کو توحید سے کیا نسبت، احکام توحید بھی اتنے تنگ نہیں جتنے یار لوگوں نے تنگ کر رکھے ہیں۔ کاش حد سے تجاوز کرنے والے اور حد احترام سے باز رکھنے والے صلح کر جاتے۔ تو یہ دوست جہاں آباد ہوتے اپنے پورے نور سے دنیا کو روشن کرتے۔

تعارف حضرت مدیلوی رحمتہ اللہ علیہ

حضرت علامہ پیر محمد عمر مدیلوی رحمتہ اللہ علیہ سلسلہ نقشبندی کے بہت بڑے علامہ اور پیر طریقت گزرے ہیں، علمی میدان میں شہسوار تھے عقائد کے لحاظ سے پکے اور مصحب سنی پیر تھے البتہ یہ ان کی اپنی عادت تھی کہ

سنی وہابی ایک نگاہ سے دیکھتے فقیر کے ساتھ سلسلۂ خط و کتابت بھی جاری رہا ماہنامہ "سلسبیل" لاہور ان کی سرپرستی میں شائع ہوتا تھا اس میں آپ کے علمی مضامین رسالہ کی جان ہوتے تھے فقیر کے پاس بھی چند رسائل جمع ہیں، ان میں سے ایک مضمون یہی ہے جو اسی رسالہ کی زینت بنا ہے۔
بریلی شریف پنجاب (پاکستان) نقشبندی سلسلہ کی بہت بڑی گدی ہے۔

۳۔ تلخیص رسالہ :۔

تنویر الابصار بتقبیل المزار یعنی آنکھوں کا نور مزار کے بوسہ سے"
تصنیف لطیف شیخ الاسلام علامہ الحاج حافظ محمد قمر الدین صاحب سیالوی قدس سرہ سجادہ نشین سیال شریف یہ رسالہ عربی زبان میں ہے جس کا ترجمہ منظوم پنجابی مولانا فیض احمد ضیائی سیالوی رحمتہ اللہ علیہ نے کیا ہے، فقیر اویسی غفرلہ صرف عربی رسالہ کی تلخیص عرض کرتا ہے۔

حضرت خواجہ سیالوی رحمتہ اللہ علیہ نے بعد حمد و صلوۃ کے بعد فرمایا کہ بہت سے جہلاء جہالت سے سنت کو بدعت اور بدعت کو سنت گردانتے ہیں اور جو ان کے عقیدہ کے خلاف ہو اسے مشرک کہتے ہیں۔ (اس قول کی تشریح کے لیے فقیر کا رسالہ "مسلمان کو کافر نہ کہو" میں ہے۔

خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے آیت وتعزروہ وتوقروہ سے اپنا موقف ثابت فرمایا اس کی تفصیل سابقہ اوراق میں گزر چکی ہے، اور ساتھ ہی

ازالہ فرمایا کہ تقبیل المزارات سجدہ نہیں اس کی تفصیل بھی گزری ہے جو حجر اسود کی تقبیل سے بھی استدلال فرمایا جیسے گزرا پھر عینی شرح بخاری ص ۶۰۷ ج ۴ سے وہی حوالہ جات درج فرمائے جو فقیر نے نقل کر دیئے ہیں امام احمد حنبل رحمتہ اللہ قبر النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تقبیل کے حوالہ سے ان کے تعجب کا ذکر بھی فرمایا۔ اور فرمایا کہ امام احمد حنبل نے امام شامی رحمہا اللہ کا قمیض دھو کر اس کا پانی تبرک کے طور پر پیا بندہ خدا کی قمیض کی اتنی تعظیم ہے تو اس کا مزار اس سے زیادہ تعظیم کا حقدار ہے۔

اور فرمایا کہ حضرت مجنوں کو مجازی عشق تھا تو وہ لیلی پر نسبت سے زیادہ پیار کرتا نظر آتا ہم اپنے اسلاف سے پیار کریں تو وہابیہ کو اعتراض کیوں ـــــ؟

ایک محدث رحمتہ اللہ نے تقبیل القبر کو تقبیل القرآن والحدیث پر قیاس فرمایا خواجہ صاحب نے وہ احادیث بھی نقل فرمائی ہیں جو صحابہ کرام مثلاً ابو ایوب انصاری نے حضور سرور عالم ﷺ کا مزار چوما تو مروان نے روکا آپ نے مروان کو جو کچھ فرمایا جس کی ابتداء میں تفصیل گزری ہے آخر میں انتباہ فرمایا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کبھی شرک نہیں ہو سکتا جو تقبیل المزار کو شرک کہتا ہے وہ جاہل اور غبی ہے وغیرہ۔

اسی رسالہ پر حضرت علامہ سید محمد فضل شاہ صاحب جلالپور شریف کی بہترین عربی میں تقریظ کی۔ حضرت خواجہ قمر الدین صاحب رحمتہ اللہ

علیہ کی شخصیت محتاج تعارف نہیں آپ آستانہ عالیہ سیال شریف کے سجادہ نشین ہیں اور زندگی بھر اشاعت دین وخدمت اسلام پر بسر فرمائی۔

(رحمتہ اللہ تعالیٰ رحمتہ واسعۃ)

اس تصنیف کو حضرت خواجہ صاحب رحمتہ اللہ کے مضمون پر ختم کرتا ہوں اللہ تعالیٰ اسے میرے لیے توشہ راہ آخرت اور عوام اہل اسلام کے لیے مشعل راہ ہدایت بنائے۔ آمین

هذا آخر مارقم قلم

الفقیر القادری ابو الصالح

محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

بہاولپور پاکستان ۱۲ شوال ۱۴۲۰ھ ۲۰ جنوری ۲۰۰۰ء

الحمدالله على ذلك وصلى الله تعالىٰ عليه حبيبه الكريم وآله واصحابه اجمعين